تقریر بابت خاندانِ مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

تقریر

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (التوبہ:112)

کہ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، (خدا کی راہ میں) سفر کرنے والے، (للہ) رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم دینے والے، اور بُری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے، (سب سچّے مومن ہیں) اور تُو مومنوں کو بشارت دے دے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ”محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم“

مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب 9 مئی 1914ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تھے۔ چونکہ آپ کی ولادت سے چند ماہ قبل ہی حضرت مرزا بشیر الدین محمودؓ خلافت کے مقام پر فائز ہوئے تھے اس لیے انہوں نے آپ کا نام مبارک احمد رکھا۔ آپ کی والدہ حضرت محمودہ بیگم تھیں جو حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی بڑی بیٹی تھیں۔ مرزا مبارک احمد صاحب کے نانا جان لاہور کے ایک امیر اور معزز خاندان کے فرد تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے کے بعد ان کے خاندان نے ان سے قطع تعلق کر لیا تھا مگر آپ نے اس کی ذرہ بھر پرواہ نہ کی۔ اپنی آمد کا بیشتر حصہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بھجوا دیتے۔

آپ کے نانا جان کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ سالانہ 1926ء کے دوسرے دن یعنی 27 دسمبر 1926ء کو اپنی تقریر میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”اس دفعہ ہمارے سلسلہ میں سے چند دوست ہم سے جدا ہو گئے جن کے ساتھ بعض خصوصیات وابستہ تھیں۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو ایسے زمانہ میں قبول کیا جبکہ چاروں طرف مخالفت زوروں پر تھی اور پھر طالبِ علمی کے زمانہ میں قبول کیا اور مولویوں کے گھرانہ میں قبول کیا۔ آپ کا ایسے خاندان کے ساتھ تعلق تھا کہ جس کا یہ فرض سمجھا جاتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دنیا کو روکیں اور اس وقت ساری دنیا آپ کی مخالفت پر تلی ہوئی تھی۔ پس ان کا ایسے حالات میں حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کرنا ان کی بہت بڑی سعادت پر دلالت کرتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب پر مخالفت کا زمانہ ہی نہیں آیا۔ جب انہوں نے ایک دوست سے حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ سنا تو آپ نے سنتے ہی فرمایا کہ اتنے بڑے دعویٰ کا شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا اور آپ نے بہت جلد حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر لی۔ حضرت صاحب نے ان کا نام اپنے بارہ حواریوں میں لکھا ہے اور ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ نے سلسلہ کے لئے اس قدر مالی قربانی کی ہے کہ آئندہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔“

جب آپ کے والد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی شادی کا وقت آیا تو حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت محمودہ بیگم صاحبہؓ کا انتخاب فرمایا۔ اس طرح آپ حضرت مسیح موعودؑ کی بہو بن کر دارِ مسیح موعود میں رونق افروز ہوئیں۔

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد حضرت اماں جانؓ بہت اداس رہنے لگی تھیں۔ آپؓ کی اولاد آپؓ کا دل بہلانے کی بہت کوشش کرتی مگر حضرت اماں جانؓ پر غم اور اداسی کی شدت کم نہ ہوئی۔ آخر حضرت مصلح موعودؓ نے اس کا علاج یوں فرمایا کہ ایک دن اپنے بڑے بیٹے حضرت مرزا ناصر احمدؒ کا ہاتھ پکڑ کر حضرت اماں جان کے پاس لے گئے اور عرض کیا کہ ناصر احمد آج سے آپ کا بیٹا ہے آپ کے پاس ہی رہے گا اس کی والدہ کو بھی میں نے کہہ دیا ہے کہ اب تم نے ناصر احمد سے تعلق نہیں رکھنا اب یہ اماں جان کا بیٹا ہے۔ اس کا فوری اثر یہ ہوا کہ حضرت اماں جان کی اداسی دور ہو گئی۔ مرزا مبارک احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس سے

میری زندگی کا بابرکت دور شروع ہوتا ہے۔ ابا جان کی ساری توجہ میری طرف ہوئی اور میری زندگی کا ہر لمحہ ان کے زیر سایہ تربیت کا موجب بنا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کا نتیجہ ہے۔ ابا جان نے ہر سفر میں مجھے ساتھ رکھا والدہ ہمراہ ہوں یا نہ ہوں میں ہر سفر میں ساتھ رہا ہوں۔

سامعین! آپ اپنی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تعلیم کی ابتداء پرائمری سکول سے شروع ہوئی۔ پہلی کلاس سے ہی سکول کے لئے گھوڑے پر سوار ہو کر جاتا تھا۔ ایک دن اسی طرح گھوڑے پر سوار سکول جا رہا تھا۔ سکول سے چند گز کے فاصلہ پر ایک مکان زیر تعمیر تھا۔ جس کے لئے اینٹوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ لڑکوں نے گھوڑے کے سامنے اپنی تختیاں ہلا کر شور مچایا جس سے گھوڑا بدک گیا اور سرپٹ دوڑا عین اس جگہ جہاں اینٹیں تھیں گھوڑے نے یکلخت راستہ بدلا اور میں کاٹھی سے پھسل کر اینٹوں کے ڈھیر پر جا گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ سر پر شدید چوٹیں آئیں۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا تھا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ابا جان نے بڑے ماموں جان حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ کو آدمی بھیج کر قادیان بلوایا۔ میں صحن میں ایک بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ابا جان نے ماموں جان سے پوچھا کہ کیا اس کی بینائی واپس آ جائے گی۔ ان کا جواب تھا کہ ابھی کچھ کہہ نہیں سکتے چند روز دوائیاں دے کر دیکھ لیتے ہیں۔ جب یہ گفتگو ہو رہی تھی اس وقت مجھے کچھ ہوش آچکی تھی۔ یہ سن کر میں نے رونا شروع کر دیا۔ اس وقت ابا جان نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ گھبراؤ نہیں۔ شفا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے چند دن بعد ہی میں صحتیاب ہو گیا۔ اس حادثہ کے بعد یہ نہیں ہوا کہ مجھے گھوڑے پر سوار ہو کر سکول جانے سے منع کر دیا ہو بلکہ پہلے کی طرح میں گھوڑے پر سوار ہو کر ہی سکول جاتا تھا تا کہ کسی قسم کی بزدلی پیدا نہ ہو۔"

ایک مرتبہ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ سے پوچھا کہ تمہیں کون سی ناولیں پڑھنے کا شوق ہے۔ آپ نے کہا جاسوسی کی۔ یہ سن کر حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ذاتی لائبریرین جن کا نام یحییٰ خان تھا کو بلایا اور ان سے کہا کہ مبارک آپ سے اپنی پسند کی کتابیں لے آیا کرے گا اور پڑھ کر واپس کر دیا کرے گا۔ آپؓ کی لائبریری میں سب علوم کی کتب موجود تھیں۔ صاحبزادہ صاحب جوں جوں انگریزی زبان میں ترقی کرتے گئے آپ نے مختلف علوم کی کتب پڑھنی شروع کر دیں۔ آپ کے پسندیدہ مضمون تاریخ، پولیٹیکل سائنس اور فلاسفی تھے۔

سامعین! احمدیہ سکول کی آخری کلاس میں مولوی فاضل (انگریزی میں آنرز ان عربک کہا جاتا تھا) تھی۔ جو یونیورسٹی کا امتحان ہوتا تھا۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اس امتحان میں یونیورسٹی میں اوّل نمبر پر کامیاب ہوئے تھے۔ آپ کے نتیجہ کے اعلان سے قبل حضرت مصلح موعودؓ پالم پور پہاڑ پر تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے ایک کارکن کو ہدایت دی ہوئی تھی کہ نتیجہ کا اعلان ہوتے ہی اس کی اطلاع آپؓ کو دی جائے۔ حضرت مصلح موعودؓ آپ کے یونیورسٹی میں اوّل آنے پر بہت خوش تھے۔ اس خوشی میں آپؓ نے فیصلہ کیا کہ اگلے دن ایک پکنک کی جائے جو پالم پور سے چند میل کے فاصلے پر دیان کنڈ جو پہاڑ کی چوٹی پر ہو اور صاحبزادہ کی طرف سے جملہ عملہ اور جو بھی مہمان آئے ہوئے ہوں دعوت میں شریک ہوں گے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کی اس کامیابی کی خوشی میں رات بھر پکنک کے لئے کھانے پکوانے اور نگرانی میں لگے رہے اور ایک میٹھا کھانا خود بھی پکایا۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کہتے ہیں کہ مجھے یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی اور میں نے عہد کیا کہ ایسے باپ کی مرضی کے خلاف مَیں کبھی کوئی حرکت نہ کروں گا۔

آپ کو مختلف کھیلوں کا بھی شوق تھا اور حضرت مصلح موعودؓ نے کبھی آپ کو کسی کھیل میں حصہ لینے سے منع نہیں کیا تھا۔ آپ احمدیہ سکول کی ہاکی ٹیم کے کپتان تھے۔ قادیان کی ہاکی ٹیم کو پنجاب کی بہترین ٹیم سمجھا جاتا تھا۔ کھیلوں کے مقابلوں کے علاوہ گرمیوں میں نہر کا ٹرپ بھی ہوتا۔ آپ کو حضرت مصلح موعودؓ نے خود تیرنا سکھایا۔ نہر پر تیراکی کے مقابلے ہوتے۔ جن میں حضرت مصلح موعودؓ خود بھی شریک ہوتے۔ ان کھیلوں کا مقصد دراصل جماعت کے نوجوانوں کی جسمانی قوت کو مضبوط کرنا تھا تا وہ بڑے ہو کر ہر قسم کی سختی برداشت کرنے کے قابل ہوں جسمانی قوت اور دینی قوت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی شادی محترمہ صاحبزادی آمنہ طیبہ صاحبہ کے ساتھ ہوئی تھی جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی، حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کی صاحبزادی تھیں۔ صاحبزادی آمنہ طیبہ صاحبہ کی وفات 27 مارچ 1996ء میں ہوئی۔ آپ کے بطن سے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے دو بیٹے صاحبزادہ مرزا مجیب احمد صاحب، صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا خالد تسلیم صاحب اور ایک بیٹی صاحبزادی امۃ الباقی عائشہ صاحبہ پیدا ہوئے۔

سامعین! صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نہایت خوش خُلق، مہمان نواز اور شفیق انسان تھے۔ اپنے ماتحتوں کے ساتھ آپ کا رویّہ مشفقانہ اور ہمدردانہ ہوتا تھا۔ وقت کی پابندی آپ کا خاص وصف تھا۔ خلیفہ وقت کے ہر ارشاد کی تعمیل بڑی مستعدی سے فرماتے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ یوں تو حضرت مصلح موعودؓ میرے شفیق ابّا جان ہیں لیکن

مَیں نے آپؓ کی اس حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کبھی کوئی درخواست نہیں کی۔ میرے لیے آپؓ کا ہر دفتری اور ذاتی حکم، خلیفہ وقت کے حکم کی حیثیت رکھتا ہے۔
آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کرنے کے بعد اپنی زندگی وقف کر دی تھی اور تحریک جدید سے اپنی گرانقدر خدمات کا آغاز کیا اور بطور وکیل الصنعت، وکیل زراعت، وکیل التبشیر والتجارت، وکیل الدیوان، وکیل اعلیٰ اور صدر مجلس تحریک جدید بھی خدمت کی توفیق پائی۔ لمبا عرصہ صدر مجلس انصاراللہ بھی رہے۔ بطور وکیل التبشیر آپ نے متعدد بیرونی ممالک کے دورہ جات کے دوران نظام جماعت مستحکم کیا اور مراکز تبلیغ اور مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں تاریخی امور سرانجام دیئے۔ جلسہ ہائے سالانہ ربوہ کے موقع پر خطابات بھی فرمائے۔ آپ کو فرقان فورس میں بھی خدمات کا اعزاز حاصل ہے۔ 1957ء میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ذاتی نمائندہ کے طور پر احمدیہ بیت الذکر ہمبرگ جرمنی کی افتتاحی تقریب میں شرکت فرمائی۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی معیت میں 1970ء میں بطور وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر دورہ مغربی افریقہ کے لیے بھی تشریف لے گئے۔
آپ کی شخصیت مسحور کُن تھی، گوراچٹّا رنگ، لمبا قد، نہایت خوش لباس اور گفتگو میں شائستگی کی وجہ سے جو بھی آپ سے ملتا تھا آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ آپ کی پنجوقتہ نمازوں کی سختی سے پابندی کرتے تھے آپ اس سلسلہ میں فرمایا کرتے تھے کہ بچپن سے حضرت مصلح موعودؓ نے ہماری تربیت ایسی کی ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے نماز قضا نہیں کرنی۔ حضورؓ اس بات کی خود نگرانی فرمایا کرتے تھے کہ بچے نماز باجماعت کے لیے پابندی سے جایا کریں اور اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ کسی بچے نے جان بوجھ کر نماز باجماعت ادا نہیں کی تو ناراضگی کے علاوہ سزا بھی دیا کرتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ آپؓ کا کوئی فرزند عشاء کی نماز باجماعت پڑھے بغیر سو جاتا، آپؓ نماز پڑھا کر تشریف لاتے تو ایسے بچے کو جگا کر نماز ادا کرنے کے لیے مسجد بھیجا کرتے تھے۔
محترم میاں صاحب کو قبولیتِ دعا پر پختہ ایمان تھا اور بعض اوقات اپنی ایسی خوابوں کا بھی ذکر فرماتے جو بعد میں بڑی شان سے پوری ہوئیں۔
سامعین کرام! حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا انتقال 21/جون 2004ء کی رات 90 سال کی عمر میں ربوہ میں ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ 23 جون کو بعد نماز فجر مسجد مبارک میں ادا کی گئی۔
اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

سونپا ہے تمہیں خالق و مالک کی اماں میں
سوئے ہو یہاں، آنکھ کھلے باغِ جناں میں

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡